استدعائے نظر

از: حضرت غوثی شاہ

ادھر بھی اک نظر مولا محمد رسول اللہ ﷺ — میں دِل سے تم پہ ہوں شیدا محمد رسول اللہ ﷺ

مرے دِل میں مری جاں میں تمہیں ہو یا رسول اللہ ﷺ — میں قرباں تم پہ ہوں شاہا محمد رسول اللہ ﷺ

یہ کہہ کر جھومتا ہوں آپ کی اُلفت میں مستانہ — محمد رسول اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

نہ ہوتے آپ مولا گر خدا ہوتا کہاں ظاہر — کہ نفسِ حق ہو تم آقا محمد رسول اللہ ﷺ

خدائی ساری دیکھی ہم نے اپنے دیدۂ دِل سے — نہ پایا ایک بھی تم سا محمد رسول اللہ ﷺ

خدا کو دیکھنا چاہے کوئی تو ہم یہ کہتے ہیں — وہ دیکھے آپ کا جلوہ محمد رسول اللہ ﷺ

جمالِ لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ دیکھتا ہے وہ — ہے جس کے آگے آئینہ محمد رسول اللہ ﷺ

وہ اپنی سیرِ باطن سے جو نکلا سیرِ ظاہر کو — بنا اَلحَمدُ لِلّٰہ کیا محمد رسول اللہ ﷺ

بھلا کیا شئے ہے غوثیؔ جو نمود و بود میں آئے
یہ سب ہے آپ کا نقشہ محمد رسول اللہ ﷺ



۷۸۶ — ۹۲

عقائدِ اہلِ سُنّت

* حضور ﷺ کی عطا ؟
* طریقہ ناجیہ ؟
* رسول ﷺ کی عزت ؟
* مسلکِ اہلسنّت ؟
* علمِ غیب ؟
* مدعیانِ ایمان ؟
* شفاعت ؟
* حقیقتہ الصلوٰۃ ؟
* جوازِ فاتحہ ؟
* جوازِ دعا بالجہر ؟
* سُنّتِ فاتحہ

از

مولانا غوثوی شاہ

ناشر: ادارۃ النور 16-3-845 (309) چنچل گوڑہ حیدرآباد

بارِ اوّل: ۱۰ مارچ ۱۹۹۷ء مطابق ۳۰ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ

انتساب

اَھلِسُنّت وَالجَماعَت کے نام

جو چار آئمہ میں سے کسی ایک امام کے مذہب پر چلتے ہیں اور وہ مُقَلِّد کہلاتے ہیں

سُنّی سُن کر ایمان لانے والے کو نہیں کہتے۔

سُنّی سُنّت پر عمل کرنیوالے کو بھی نہیں کہتے۔

سُنّی اس کو کہتے ہیں جو مذاہبِ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید پر اپنے آپ کو ڈھال لے اور سنّتِ رسول ص کے ساتھ سنّتِ صحابہ رض وطریقِ آئمہ پر عمل کرے اور وہ حنفی، شافعی، مالکی و حنبلی کہلائے اور انکے عقائد بھی اسی سے متعلق ہوں جیسے صوم وصلوٰۃ کی پابندی کیساتھ فاتحہ درود وسلام کے قائل ہوں وہی اصل میں سُنّی کہلائے گا۔

فقط الفقیر الی اللہ **غوثوی شاہ**

عقائدِ اہلِ سُنّت

قُلِ الحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا (حدیث شریف)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا " سچ بات کہو اگرچہ وہ کڑوی ہو "

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نئے ابلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند

انسانی فطری تقاضہ ہے کہ وہ کسی نہ کسی فرد کے تحت چلتا ہے۔ اس کی چال ڈھال اور حال قال کو اپنا لیتا ہے، حدیث نبوی ﷺ میں بھی وارد ہے کہ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (یعنی جو جس کی شباہت اختیار کریگا۔ اسی قوم سے اس کا شمار ہوگا۔

چنانچہ یزید بن معاویہ کے نقشِ قدم پر ظلم و بربریت کرنے والوں کو یزیدی کہیں گے۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عبداللہ ابن اُبی رئیس المنافقین یعنی منافقوں کے سردار۔ اگر کوئی اس کی عادات و اطوار کو خدانخواستہ اپنا لے گا وہ منافق کہلائے گا۔ شرح بخاری شریف، حقیقۃ الاسلام اور کئی اسلامی کتابوں میں منافقین کے امراض کو بتایا گیا ہے، جیسا کہ قرآن میں بھی وارد ہے فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ۔ ان کے دلوں میں مرض ہے بڑے بڑے مفسرین نے مرض سے متعلق مرض نفاق مراد لی ہے اور نفاق کہتے ہیں

"ظاہر میں ٹھیک باطن میں خراب" یعنی جس کا ظاہر اچھا ہو اور باطن بگڑا ہوا۔ حضور اکرمؐ کے زمانہ میں منافقین حضور سے متعلق کہتے تھے کہ "یہ ہماری طرح کے ایک بشر ہیں" (۲) یہ رسول ہم کو کیا دیں گے جو کچھ دیتا ہے خدا دیتا ہے"۔ اور کہتے کہ "اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ" یعنی عزت صرف اللہ کی ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یا صحابہ رضؓ کی عزت کرنا شرک ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب رہتا تو ہماری منافقت کا اعلان کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم شافع محشر نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

واضح باد کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کتابیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھی گئیں اور لکھی جائیں گی۔ یہاں صرف منافقین کی چار باتوں کا جواب دیا جائے گا۔

بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اور اللہ کے خاص بندے ہیں قرآن کہتا ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ ...... (قرآن) آپ کہدیں کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں، لیکن ہے یہ کہ مجھ پر وحی آتی ہے، اس آیت کا تعلق کفر و شرک سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مثلیت میں میں "بشر" ضرور ہوں مگر مجھ پر "وحی" کا آنا بے مثل ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ یعنی تم میں کون ہے جو میری طرح ہے چنانچہ حدیث صحیح حاکم نے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ" یعنی میں سید اولاد آدمؑ ہوں اور کچھ فخر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج حکومت سعودی عرب کے بڑے بڑے علماء

اور بادشاہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو "اَفْضَلُ الْاَنْبِیَاء" کہہ کر یاد کرتے ہیں۔

منافقین کا دوسرا اعتراض کہ (نعوذ باللہ) یہ رسول ہم کو کیا دینگے۔ بلکہ اللہ ہی ہم کو دیتا ہے"..... بیشک اللہ ہی دیتا ہے مگر ان کے کہنے میں منافقت چھلک رہی ہے اسلئے حق تعالیٰ کی شانِ غیرت نے اس گستاخی کو بھی برداشت نہیں کیا اور آیت نازل ہوگئی کہ اغنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ لا یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیتا ہی نہیں دوسرے مقام پر بھی ارشادِ باری ہے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ ..... ۱۴ یعنی جو خدا نے اور اس کے رسول نے ان کو دیا تھا اس سے وہ اگر راضی اور خوش ہوتے اور کہتے کہ ہم کو اللہ بس ہے اور عنقریب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضل سے ہم کو بہت کچھ دیں گے۔ ۱/۱۴ اور ایک جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ" (قرآن) یعنی جو کچھ تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم دلویں، اس کو لے لو، یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللّٰہُ مُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ یعنی " اللہ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں" یعنی اللہ میرے ہاتھ سے لوگوں کو دیتا ہے۔ یہی حقیقت تھی کہ صحابہ کرام رضہ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے مدد چاہتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو مقصد، ماویٰ و ملجا سمجھتے تھے اور ایسا سمجھنا بھی عینِ ایمان ہے شرک نہیں،

جیسے قرآن سے ثابت ہے اور نہیں ماننے والے منافق کہلاتے ہیں۔

منافقین کا تیسرا اعتراض "اَلعُظمتُ لِلّٰہ" ہے یعنی بیشک عزت اللہ ہی کے لئے ہے، مگر ان کے اس کہنے میں بھی گستاخی ہے، اسلئے قرآن نے کھلے طور پر کہدیا ہے۔

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ

وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۲۸/۱۲

بے شک عزت اللہ کی ہے اور رسولؐ کی بھی ہے

اور مومنوں کی بھی ہے مگر یہ منافقین نہیں جانتے

اللہ تعالےٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و اکرام کا مومنوں کو حکم دیا ہے۔ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ ۲۶/۹ یعنی اے ایمان والو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ان کی توقیر کرو۔

چنانچہ صحابہ کرام رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعتیں لکھتے یہاں چند صحابہ رضؓ کے ہم اشعار درج کرتے ہیں۔

سیّد الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضؓ کہتے ہیں ؎

وَاَحْمَدُ مُصْطَفٰےؐ فِیْنَا مُطَاعًا

فَلَا تَغْشُوْہُ بِالْقَوْلِ الْعَطِیْفِ

(اور احمد صلعم ہم میں برگزیدہ ہیں جنکی اطاعت کی جاتی ہے لہذا تم انکے سامنے ملائم الفاظ بھی منہ سے نہ نکالو)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

- وَرَدَتْ نَارَ الْخَلِيلِ مُكْتَتِمًا
فِيْ صُلْبِهٖ أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ
آپ ابراہیم خلیلؑ کیساتھ آتش میں اُترے
چھپے چھپے آپ انکی صلب میں تھے بھلا آگ
(آپ کے وجود کے صدقے میں) انھیں کیسے
جلاتی اور وہ کیسے جلتے جب آپ اُن کے
صُلب میں تھے نا

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ
وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْأُفُقُ
اور جب آپ پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور
روشن ہو گئے آفاق سماوی آپکے نور سے

- اسی طرح سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں
وَكُنَّا بِمَرْآهُ نَرَى النُّوْرَ وَالْهُدٰى
صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ فِيْنَا أَوِ اغْتَدٰى
جب ہم اُن کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت
کو دیکھتے۔ صبح بھی اور شام بھی جب وہ
ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے
نکلتے۔

● حضرت سیدہ فاطمہ رضی بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہیں

یَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكِ ضَنْوَةً
صَلَّى عَلَيْكَ مُنَزِّلُ الْقُرْآنِ

اے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ برکت و سعادت کے جوئے فیض ہیں۔ آپ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود بھیجا ہے۔

● سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فَصَلَّى الْمَلِيكُ وَلِيُّ الْعِبَا
دِ وَرَبُّ الْعِبَادِ عَلَى احْمَدٍ

دو جہاں کے بادشاہ اور بندوں کا والی
احمد مجتبیٰ پر سلام و رحمت بھیجے

● حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درباری شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی فرماتے ہیں

اَلصُّبحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِهٖ	وَاللَّيلُ دَجٰى مِنْ وَفْرَتِهٖ
صبح ظاہر ہوئی آپکی پیشانی سے	اور رات رونما ہوئی آپکے زلفوں سے
فَمُحَمَّدُنَا هُوَ سَيِّدُنَا	وَالْعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِهٖ
پس محمد صلعم ہمارے سردار ہیں	اور ہمارے لئے عزت ہے آپکے قبول فرمانے میں

● سیدنا امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی فرماتے ہیں۔

اِنْ نِلْتَ يَا رُوحَ الصَّبَا يَوْمًا اِلٰى اَرْضِ الْحَرَمِ
بَلِّغْ سَلَامِي رَوْضَةً فِيهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَرَمُ

اے بادِ صبا اگر تیرا گذر (حضورؐ کی) سرزمین حرم تک ہو
تو میرا سلام روضہ کو پہونچا جس میں نبیٔ محترم رہتے ہیں۔

یَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنَ اَنْتَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن
اَکْرِمْ لَنَا یَوْمَ الْحَزِیْن فَضْلًا وَّجُوْدًا وَّالْکَرَم

اے رحمتِ عالمؐ آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں
ہمیں قیامت کے دن فضل وسخاوت اور کرم سے عزت بخشئے

● امام بخاری وامام مسلم اور تمام محدثوں کے امام یعنی امام الائمہ امام اہلسنّت و الجماعت سیدنا امام اہلسنّت والجماعت سیدنا و امامنا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضؓ فرماتے ہیں

● یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِدًا
اَرْجُوْ رِضَاکَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاکَ

اے سرداروں کے سردار میں آپکے حضور آیا ہوں
آپؐ کی خوشنودی کا امیدوار آپکی پناہ کا طالب

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ
لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

میں آپؐ کے جود وکرم کا دل سے طلبگار ہوں کہ
اس جہاں میں ابو حنیفہ کیلئے آپؐکے سوا کوئی نہیں ہے

صَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَا عَلَمَ الْھُدٰی
مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰی مَشْوَاکَ

اے ہدایت کے علم سر بلند اور مشتاقانِ زیارت کے شوقِ بے حد، قیامت تک
اللہ کا درود و سلام آپ پر نازل ہوتا رہے۔

منافقین کا چوتھا اعتراض حضورؐ کے علمِ غیب پر تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ "وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ" (قرآن) یعنی غیب کی کوئی اطلاع دینے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخیل نہیں ہیں۔ اسی طرح دوسری جگہ ارشادِ باری ہے
فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ ۲۹/۱۲ اپنا غیب وہ کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس رسول کو وہ منتخب کرے۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ ۴/۹ اللہ تم پر اپنا غیب ظاہر نہیں فرماتا لیکن چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے۔

حسبِ مذکور آیتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب من اللہ ثابت ہو گیا۔ حدیث صحیح بخاری کتاب الاعتصام میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھ لے، قسم خدا کی جب تک ہم اس جگہ یعنی منبر پر ہیں تم کوئی بات ہم سے نہ پوچھو گے مگر ہم اس کی خبر دینگے ایک شخص جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب پر اعتراض تھا، عرض کیا کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا "جہنّم" میں۔ عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حذافہ"۔ پھر بار بار فرماتے رہے کہ پوچھو پوچھو جو کچھ جوابات عطا فرمائے وہ زمانہ قیامِ منبر تک ہی تھے،

ایسا نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا ہمیشہ کیلئے تھا۔
بخاری شریف میں حضرت عمر رضؓ نے ایک روایت بیان کی ہیکہ حضور اکرم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمارے درمیان کھڑے ہوکر آغازِ پیدائش سے جنت و دوزخ میں داخل ہونے تک کا ذکر فرمایا جس شخص نے اس بیان کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی وہ محفوظ رکھا اور جس نے کوشش نہیں کی وہ بھول گیا۔ (بخاری)
واضح باد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر لکھی گئی مستند کتاب "ردِ منافقت" مصنفہ مولانا صحوی شاہ رحؒ ضرور مطالعہ کیجیے گا۔
پانچواں اعتراض شفاعت کا ہے اس کا جواب یہ ہے (قرآن)
مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ۳؍۲ یعنی کون ہے جو خدا کی بارگاہ میں بلا اذن سفارش کر سکے"۔ اس آیت میں خدا کی اجازت ہی سے شفاعت کا مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ وَلَا یَشۡفَعُوۡنَ اِلَّا لِمَنِ ارۡتَضٰی (انبیاء ع ۲۰) اور نہیں شفاعت کر سکیں گے مگر صرف اس کیلئے جس کیلئے اس کی رضا ہوگی۔ اِس آیت سے بھی "شفاعت" جواز ملتا ہے، حدیث صحیح بخاری میں وارد ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری شفاعت سے بہرہ مند وہی ہونگے جنہوں نے خلوصِ قلب سے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہو۔ (بخاری)۔ اسی طرح بخاری و مسلم کی ایک طویل حدیث جس کا مختصر بیان یوں ہے۔
حضرت انس رضؓ بن مالک سے روایت ہیکہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا لوگوں میں سخت اضطراب

اور اژدہام کی کیفیت ہوگی۔ پس وہ لوگ (یعنی اہل حشر کے کچھ نمائندے) آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونگے اور عرض کرینگے کہ اپنے رب سے ہماری سفارش (شفاعت کرو) حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس کام کے لائق نہیں تم لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خلیل (دوست) ہیں۔ پس یہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونگے اور انکے سامنے شفاعت کا اپنا سوال رکھیں گے تب ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لائق نہیں ہوں تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے کلیم (بات کرنیوالے) ہیں پھر وہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونگے اور اپنی وہی عرضی انکے سامنے رکھیں گے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی یہی فرمائینگے میں اس کام کے قابل نہیں تم لوگ عیسیٰ کے پاس جاؤ کہ وہ روح اللہ ہیں پھر یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائینگے اور وہی عرضی پیش کرینگے پھر وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس کام کے قابل نہیں تم لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ (یقیناً وہ اس کام کے حقدار ہیں) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر وہ لوگ میرے پاس آئینگے اور (شفاعت کیلئے مجھ سے کہیں گے) پس میں کہونگا کہ میں اس کام کا ہوں، پس میں اپنے ربِ کریم کی بارگاہِ خاص میں حاضری کی اجازت طلب کرونگا، مجھے اجازت دیدی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اسوقت مجھے خاص تعریفیں الہام فرمائیگا جو اس وقت مجھے معلوم نہیں ہے پس اُسوقت میں انہی الہامی محامد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرونگا اور اسکے آگے سجدہ میں گر جاؤنگا (کچھ دیر کے بعد) اللہ تعالیٰ کیطرف سے آپکو فرمایا جائے گا یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَتُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ۔

یعنی اے محمدؐ سر اُٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری سُنی جائیگی اور جو مانگنا ہو مانگو تم کو دیا جائیگا اور جو سفارش کرنا چاہو کرو تمہاری مانی جائیگی پس مَیں کہونگا اے پروردگار! "میری امت، میری امت" (یعنی میری امت پر آج رحم فرمایا جائے اور اسکو بخش دیا جائے۔) پس مجھ سے کہا جائیگا جاؤ اور جسکے دِل میں جَو کے دانے کے برابر بھی نورِ ایمان ہوگا اُنکو نکال لاؤ (مَیں نکال لاؤنگا) پھر اسکے آگے سجدے میں گِر جاؤنگا، پھر اللہ کیطرف سے کہا جائے گا اے محمدؐ! سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہے کہو تمہاری بات سنی جائیگی اور جو مانگنا ہو مانگو تم کو دیا جائیگا اور جو سفارش کرنا چاہو کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔ پس مَیں عرض کرونگا کہ "میری اُمت میری امت" مجھ سے فرمایا جائیگا کہ جاؤ اور جن کے دِل میں ایک ذرہ کے برابر (رائی کے دانہ کے بمقدار ایمان) ہو انکو بھی نکال لو پھر مَیں جاؤنگا اور ایسا کرونگا یعنی جسکے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا انکو بھی نکال لاؤنگا پھر بارگاہِ کرم کی طرف لوٹوں گا پھر اُن ہی الہامی محامد کے ذریعہ ان کی حمد و ثناء کرونگا اور اسکے آگے پھر سجدہ میں گِر جاؤنگا، پھر مجھ سے فرمایا جائیگا اے محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری سُنی جائے گی اور جو مانگنا ہو مانگو تم کو دیا جائیگا اور جو سفارش کرنا چاہو کرو تمہاری سفارش قبول ہوگی، پس مَیں عرض کرونگا اے میرے رب "میری امت میری امت" پس مجھ سے فرمایا جائے گا کہ جاؤ اور جن کے دل میں رائی کے دانے سے کمتر بھی ایمان ہو انکو بھی نکال لاؤ۔ پس میں جاؤنگا اور ایسا کرونگا (یعنی انکو بھی نکال لاؤنگا) اور اسکے بعد چوتھی دفعہ پھر اللہ تعالےٰ کی بارگاہِ کرم کیطرف لوٹ کر آؤنگا اور ان ہی الہامی محامد کے ذریعہ انکی حمد کروں گا۔ پھر اسکے آگے سجدہ میں گِر جاؤنگا پس مجھ سے فرمایا

جائیگا اے محمدؐ! اپنا سر سجدہ سے اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری سُنی جائے گی اور جو مانگنا چاہو مانگو تم کو دیا جائیگا اور جو سفارش کرنا چاہو کرو تمہاری سفارش مانی جائے گی۔ پس مَیں عرض کرونگا کہ اے پروردگار! مجھے اجازت دیجئے ان سب کے حق میں جنہوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہو۔ اللہ تعالےٰ فرمائیگا یہ کام تمہارا نہیں ہے لیکن میری عزّت وجلال اور میری عظمت وکبریائی کی قسم میں خود دوزخ سے ان سب کو نکالونگا جنہوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہو (اس طویل حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔) اس اعتبارِ حدیث کے پیشِ نظر حضرت غوثی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

بھلا کس طرح ہو ہمیں خوفِ محشر

ہمارا نبیؐ شافعِ انس وجاں ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ مَیں نے چاروں اعتراضات کے مدلّل جوابات دیئے ہیں۔

برادرانِ اسلام! اب ہم اپنا جائزہ لیں کہ کہیں وہ خرابیاں یا بیماریاں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافقوں کے اندر تھیں اگر خدانخواستہ ہمارے اندر ہوں تو (ہمارے دیئے ہوئے جوابات پڑھکر) اُن بیماریوں کو دور کیجیے اور جسطرح صحابہ کرام رضؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت تھی ایسی ہی محبّت آپ اپنے دلوں میں بھی پیدا کر لیجئے۔ چونکہ ؎

حضورؐ کی محبّت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے

اگر اسی میں ہو خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

جوازِ فاتحہ

ہمارے بعض جماعتی بھائیوں کو فاتحہ درود پر اعتراض ہے، آیئے ہم اس کا جواز پیش کرتے ہیں۔ حدیثِ صحیح طبرانی نے اوسط میں حضرت سعدؓ بن عبادہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے نام پر فاتحہ دو اَلْفَاتِحَةُ وَلَوْ بِکُوْلا شَاۃٍ مُّحْرَقَۃٍ اگرچہ کہ وہ جلے ہوئے ہڈے ہی پر ہو۔ اِسی طرح ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طعام موجودہ پر مُردوں کو فاتحہ دو اور حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روبرو کھانا رکھ کر فاتحہ دی اور اس کا ثواب مُردوں کو پہونچایا۔ ایسی کئی احادیث جو فاتحہ کے جواز میں موجود ہیں تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب "جاء الحق" مصنفہ حضرت احمد یار خانؒ و "بدعت حسنہ" مصنفہ صحوی شاہؒ

جوازِ چہلم

ابن ابی الدنیا اور جامع الخلال نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ضروری ہے کہ میت کیلئے سات روز تک اور سات روز سے چالیس روز تک فاتحہ دیں، اسلئے کہ میت کی روح ان ایام میں گھر تک آتی ہے اور فاتحہ و ایصال

ثواب کی منتظر رہتی ہے، کتاب حدیث صحیح میں ہے کہ
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادہ حضرت
ابراہیم ؑ کی وفات کے تیسرے دن اشیاء موجودہ یعنی
کھجور اور دودھ پر فاتحہ دی۔" (ماخذ تصریح الاوثق)

شرح برزخ حدیث میں حضرت مسلم رضؓ بن بریدہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ سکھایا کہ جب قبرستان کی طرف نکلو تو کہو " السلام علیکم یا اھل الدیار من المومنین والمسلمین فانا انشاء اللہ لکم لاحقون نسئل اللہ لنا ولکم العافیہ یا یوں کہے السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم العافیہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب شہدائے اُحد کے پاس ہر سال جاتے تو فرماتے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ملا علی قاری ؒ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم ؑ کی وفات کے تیسرے دن حضرت ابوذر رضؓ صحابی نے چند سوکھے کھجور اور دودھ جس میں جو کی روٹی چوری ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکر رکھدیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ اور تین قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھکر فاتحہ دی اور پھر اپنے دونوں ہاتھ چہرۂ مبارک پر پھیر لئے پھر حکم کیا کہ ابوذر رضؓ اس کو لوگوں میں تقسیم کر ڈالو۔" ان احادیثِ نبوی ؐ سے ثابت ہوا کہ فاتحہ کا دینا "چہلم" کرنا بدعت سے نہیں بلکہ عین سنت ہے، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ہے جس کو حق سے توفیق و ہدایت
ہے اسکے حق میں اتنا ہی کفایت

اہلِ سُنّت والجماعت ہی فرقہ ناجیہ ہے

یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۱۵/۸

(ہم اس روز (قیامت کے دن) ہر ایک کو اس کے امام کیساتھ بلوائیں گے)
چنانچہ اہل سنت والجماعت کا تعلق چار آئمہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سے ہے ترمذی شریف باب الایمان میں یہ حدیث صحیح وارد ہیکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تہتر (۷۳) فرقے ہونگے ان میں سوائے ایک کے سب جہنمی ہیں۔ صحابہ رضؓ نے ناجی فرقہ کی پہچان پوچھی تو آپ نے فرمایا" ما انا علیہ واصحابی" یعنی ناجی فرقہ وہ ہے جو میری اور صحابہ رضؓ کی اتباع میں چلے گا۔ عرب وعجم کے امام امام طحاوی رحؒ نے درِ مختار کی شرح فصل الذبائح میں لکھا ہے کہ" فعليكم يا معشر المومنين اتباعِ الفرقةِ النّاجيةِ المُسماة باهل السُّنّة الجماعة فَاِنَّ نصرة الله تعالى وتوفيقه فِي موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقتنه مُخالفتهم وهذه الطائفة النّاجية قد اجتمعت اليوم فى المذاهب الاربعة الحنفيُّون والمالكُون والشافعيُّون والحنبليون ومن كان خارجا من هذه المذاهب الاربعة فى ذالك الزمان فهو من اهل البدعة والنار ٥

یعنی اے مومنو! تم پر "ناجی فرقہ" بنام اہلِ سنّت والجماعت کی اتباع لازم ہے جس میں حق تعالیٰ کی نصرت اور اسکی حفاظت اور توفیق شامل ہے اور یہ بات سچ ہے کہ چار مسلک حنفیؒ، شافعیؒ، مالکیؒ اور حنبلیؒ حق پر ہیں اور جو اس جماعت سے خارج ہوا پس وہی اصل میں بدعتی اور اہلِ دوزخ سے ہے۔

افسوس کہ آج مسلمانوں میں ایسے بھی لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمکو (نعوذ باللہ) کسی امام کی اقتداء کرنا ضروری نہیں۔ یعنی "تقلید" کو ضروری نہیں سمجھتے۔ حالانکہ آج ساری دنیا میں ان ہی چاروں مسالک پر عمل ہو رہا ہے وہ لوگ بڑے ناسمجھ ہیں جو چاروں اماموں میں سے کسی کو نہیں مانتے، اور انکا ایسا کرنا دوزخ کے قریب ہے، ہاں ابتدائی مجتہدین اِس سے بری ہیں۔

کچھ اعتراضات اور اُسکے جوابات

اعتراض ۶ اکثر لوگ پیر ولی پیغمبروں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبیؐ رکھتا ہے، کوئی پیر بخش، کوئی مدار بخش، کوئی غلام محی الدین یا معین الدین رکھتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

جواب ۶ ہاں، بالکل جائز ہے۔ کیونکہ عبد کے ایک معنی غلام کے بھی ہیں۔ جیسے قرآن میں ہے۔ وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ پ۱۸ رکوع ۱ اپنے غلاموں کا نکاح کر دو، دیکھئے مسلمانوں کے غلاموں کو خود اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کا بندہ کہا ہے۔

حدیث شریف: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعین عبد الدنیا و لعن عبد الدرھم (لعنت ہے دنیا کے بندے اور درہم کے بندے پر) اور فرمایا: لیس علی المسلم صدقۃ فی عبدہ ولا فی فراسۃ یعنی مسلمان پر اس کے بندے (غلام) اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں (بخاری و مسلم)

حضرت عمر رضہ جب خلیفہ ہوئے اپنے خطبہ میں فرمایا:

یایھا الناس انی قد علمت انکم کنتم تولنسون منی شدۃ و غلظۃ و ذالك انی کنت مع الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کنت عبدہ و خادمہ و کان کما قال اللہ تعالیٰ بالمومنین رؤف الرحیم (کنز العمال - جلد۳)

یعنی اے لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی پاتے تھے اسکی وجہ یہ تھی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ عبد اور خادم تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب ارشادِ خدا مومنین پر رؤف و رحیم تھے۔

اب وہابی حضرات بتائیں کہ حضرت عمر رضہ جیسے جلیل القدر صحابی رضہ نے اپنے آپ کو عبد الرسول ص کہا بلکہ خادم بھی کہلوایا۔ (کنز العمال جلد۳)

استمدادِ اولیاء

بیہقی نے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ ایک بار حضرت عمر رضہ کے زمانہ میں قحط پڑا تو حضرت بلال رضہ ابن حرث صحابی رضہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ

مبارک صلعم کے پاس کھڑے ہوکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ، اِستسق لامتک (یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی برسوائیے کہ لوگ ہلاک ہوئے جاتے ہیں) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آکر کہا کہ بارش ہوگی اور ویسا ہی ہوا اسکے علاوہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب **انتباہ فی السلاسل اولیاء اللہ** میں مصیبت کے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پکارنے کا ایک طریقہ لکھتے ہیں اور اس طریقہ کو اپنے بارہ استادوں اور پیروں کا معمول طریقہ بتاتے ہیں، یہ سب بارہویں بزرگ اس طریقہ کو خود کرتے ہیں اور اپنے مریدوں کو شاگردوں کو تعلیم کرتے ہیں وہ طریقہ یہ ہے کہ بروقت مصیبت یہ پڑھے۔

نادِ علیاً مظہر العجائب ۔ تجدہ عوناً لک فی النوائب

کُلّ ھَمٍّ وغَمٍّ سینجلی ۔ بولایتک یا علی یا علی یا علی

اہمیتِ تقلید

صحیح تجرید البخاری کے صفحہ ۶۶۱ پر یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضؓ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ خیر کی باتیں دریافت کرتے تھے مگر میں آپ سے "شر" سے متعلق دریافت کرتا تھا محض اس خوف سے کہ کہیں (میں اس شر کا شکار نہ ہوجاؤں) کہ کہیں وہ مجھ تک نہ پہونچ جائے، چنانچہ میں نے (ایک دن) پوچھا کہ یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہم جاہلیت میں اور شر میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر یعنی اسلام عطا فرمایا، پس کیا اس خیر کے بعد پھر شر، ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" میں نے عرض کیا۔ کیا اس شر کے بعد پھر خیر، ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" مگر کچھ اس میں کدورت ہوگی" پھر میں نے عرض کیا وہ کدورت کیسے ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا

"کچھ لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے خلاف ہدایت کریں گے۔ ان کی کچھ باتیں تم اچھی سمجھو گے اور کچھ بُری"۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس خیر کے بعد پھر" شر" ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" کچھ لوگ جہنّم کے دروازوں پر (ٹھہر کر) (لوگوں کو) بلوانے والے ہونگے۔ جو اُن کی بات مان لے گا، اس کو وہ جہنّم میں ڈال دیں گے" میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ان لوگوں کا حال بیان کیجئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

" وہ لوگ ہماری ہی قوم میں سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان (طریقہ سنّت) میں گفتگو کریں گے

میں نے عرض کیا اگر مجھے وہ زمانہ ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ

یعنی تم پر لازم ہے کہ تم مسلمانوں کی بڑی جماعت

اور اس کے امام کی اطاعت کرو۔

(رواہ تجرید البخاری ص۶۶)

- اَلحمدُ للہ کہ مسلکِ اہلِ سنّت والجماعت کا تعلق چار آئمہ
- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رض
- حضرت امام شافعی رض
- حضرت امام حنبل رض
- حضرت امام مالک رض سے ہے

حضرت امام بخاری رض و حضرت امام مسلم رض کے استاد حضرت مُسعیر بن کدام رض نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رض کی شان میں کہاہے کہ

دِینِی النَّبِیْ محمد خیر الوریٰ ثم اعتقادی مذہب النعمان رض

یہ دو دارین کی دولت دیا یارب نبی ﷺ کا دین اور نعمانؒ کا مذہب

سوادِ اعظم

حضرت عبداللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِتَّبِعُوا السَّوادِ اَعْظَمُ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار (رواہ ابن ماجہ)

" اتباع کرو، اُس بڑی جماعت " سوادِ اعظم " کا پس جو اُس سے الگ ہوا وہ ڈالا جائے گا جہنّم میں"۔

برادرانِ اسلام حاصلِ مطلب یہ ہے کہ

مسلمان جمہورِ صالحین امت کے نقشِ قدم پر چلیں یعنی وہ اہلِ ایمان

کے راستے کی یعنی "سوادِ اعظم" کی پیروی کریں اور یہ مسلمانوں کے لئے ضروری ہے چنانچہ ارشادِ باری بھی یہی ہے کہ

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا
تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ
سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا
تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ
مَصِيْرًا ۝ پ۵

یعنی جس کسی نے بھی ہدایت کے واضح ہو جانیکے بعد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مخالفت کی اور اہلِ ایمان (سوادِ اعظم) سے ہٹ کر اپنی الگ راہ بنائی تو ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ جہنّم کے بُرے ٹھکانے میں پہنچ جائیں" یعنی ؎

پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار دیکھ

چار مذاہب کا راز

مُحدّثِ اعظم حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رح "عقد الجید" میں لکھتے ہیں کہ " اِعلَمْ اَنَّ فِی الْاَخْذِ بِهٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ مَصْلِحَةً عَظِيْمَةً وَفِي الْاَعْرَاض

عَنْهَا مُفْسِدَةٌ ...... لَيْسَ مَذْهَبٌ فِي هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْمُتَاخِرَةِ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ اِلَّا هٰذِهِ الْمَذَاهِبُ الْاَرْبَعَةُ ۔

مسلمانو! جان لو تم کہ ان چاروں مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کو اخذ کرتے ہیں اس کی تقلید کرنے میں بڑی مصلحت کا راز یہ ہے کہ خدا نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو ضائع ہونے سے بچالیا اور چار مذاہب کی شکل میں محفوظ کر دیا۔

یعنی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتوں کو خدا نے ان چار مذاہب کے ذریعہ محفوظ کر دیا ہے۔ لہٰذا چار اماموں میں سے کسی ایک امام کی اقتداء فرض عین ہے جو اس تقلید سے ہٹا "غیر مُقلِّد" ہوا

رہِ گم کردۂ مرکز ہے وہ
اُس سے کیا پوچھے پتہ یاد نہیں

مُدعیانِ ایمان اور شرک

جو حقیقتاً مومن ہیں وہ اپنا ادعائے ایمان کبھی بھی نہیں کرتے اور جن کو صاحبِ ایمان ہونے کا دعویٰ ہے وہی ایک طرف سے شرک خفی میں مبتلا ہیں اور اُن کا ایمان شرک کی خفیہ اور غیر محسوس آلودگیوں میں ملوث ہے جو بظاہر غیر اہم نظر آتی ہیں اس لئے

قرآن کا ارشاد ہے :

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ
مُشْرِكُوْنَ ۱۳/۶

یعنی ایسے بہت سے مومن ہیں جو مبتلائے شرک ہیں
اور جنہوں نے
اپنے ایمان کو شائبہ شرک سے پاک رکھا تو وہی اہل امن اور صاحبانِ ہدایت ہیں ؎

ہر چند کہ سبک دست ہوئے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اور

حقیقتُ الصّلوٰۃ

جو عبادت بلا ادراک و شہود معبود محض اَدائے ارکان کی حد تک رہ جائے وہ بہ اعتبارِ شریعت فرائض سے سبکدوش تو کر دیتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ابھی ایک حاملِ عبدیت کو حقائق و معارف اور وجدانِ باطل سے محروم رکھے ہوئے ہے۔ ارشادِ رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں حسنِ عبادت تو یہی ہے کہ عابد کو عبادت میں بالمعنیٰ دید ہوتی رہے یا وہ نگاہِ معبود میں اپنے آپ کو پاتا رہے۔ ؎

میں خوش ہوں کہ ہوں تو اُن کی نگاہ میں

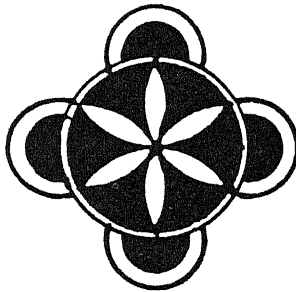
نماز بھی عبادت ہے اور فرائض اسلام میں یہی ایک رکنِ دوم ہے جو جامع ہے بقیہ ارکان کو اگر نماز میں حضوری نہ ہو تو شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے فرمایا ہے ؎

تیری نماز بے حضور تیرا امام بے حضور
ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر

چوں کہ نماز محل مشاہدۂ حق کا نام ہے۔

کاش ہمارا ذوقِ بندگی حقیقتِ صلوٰۃ کو پالے اور ہماری نماز خوئے دیاز کا مکمل مظہر ہو جائے۔ ورنہ بقول حضرت اقبال ؎

تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں



سُنّتِ فاتحہ

بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان عَنْ عبد اللہ بن عبّاس

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْہُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا ...... الخ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قبر میں مدفون مُردے کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کیلئے چیخ و پکار رہا ہو، وہ بیچارا انتظار کرتا ہیکہ ماں یا باپ یا بھائی یا کسی دوست آشنا کیطرف سے دعائے مغفرت و رحمت کا تحفہ پہنچے جب کسی طرف سے اس دعا کا تحفہ پہونچتا ہے تو وہ اسکو دنیا و ما فیہا سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتا ہے اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دعاؤں کیوجہ سے قبر کے مُردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کیطرف سے ملتا ہے جسکی مثال پہاڑوں سے دیجا سکتی ہے اور مُردوں کیلئے زندوں کا خاص ہدیہ انکے لئے دعائے مغفرت ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

فاتحہ اور فعلِ رسولؐ

حدیث صحیح (بحوالہ التصریح الاوثق) میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہیکہ حضور اکرمؐ نے اپنے روبرو کھانا رکھ کر فاتحہ دی اور اس کا ثواب مُردوں کو پہونچایا (یہاں فاتحہ کا ثواب عین سنّت ہے) جب **فاتحہ کا دینا سُنّتِ رسولؐ ٹھہرا تو اُس سے اِنکار موجبِ گناہ ھے۔**

صرف منافقین ہی فاتحہ سے محروم ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب کوئی انتقال کر جاتا تو آپؐ اسکی قبر پر نماز اور فاتحہ پڑھتے تاکہ اس کے ثواب سے مرحوم کو فائدہ پہونچے۔ چنانچہ جب منافقوں کے سردار رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سادگی کے پیشِ نظر اسکی قبر پر ٹھہرے فوری آیت نازل ہوئی وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ (ﭘ۱۰) ترجمہ : یعنی اگر ان (منافقوں) میں سے کوئی مر جاوے تو آپ ہرگز ان پر بخشش کیلئے نماز نہ پڑھیں اور نہ انکی قبر پر فاتحہ گزارنے کیلئے کھڑے ہوں کیونکہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسولؐ کیساتھ کفر کیا ہے اور یہ منافقت کی حالت میں مر گئے (یعنی تائب نہیں ہوئے) حالانکہ عبداللہ ابن اُبی پنج وقتہ نمازی تھا اس نے جنگ بھی لڑی اور تہجد گزار اور نوافل بکثرت پڑھا کرتا تھا مگر اندر ہی اندر حضورؐ کو اپنے جیسا سمجھتا اور لوگوں سے کہتا کہ یہ رسولؐ ہم کو کیا دیتے بلکہ خدا ہی ہم کو دیتا ہے (نعوذ باللہ) اور اسکے ساتھ ہی یہ کہتا کہ یہ اللہ کا رسولؐ زمین و آسمان کی باتیں کرتا ہے مگر تم کو نہیں جانتے اگر یہ غائب کے جاننے والے ہوتے تو ہم کو پہچانتے وغیرہ۔ جب بات حضور اکرمؐ کو معلوم ہوئی تو آپؐ نے منبر پر کھڑے ہو کر وہ سب کچھ بتا دیا جو قیامت تک ہونے والا ہے۔

عقائد سنّت والجماعت

فاتحہ کے بعد زیارتِ قبور، دسواں، چہلم، یا محمدؐ کہنا، تعظیم آثارِ مبارک

عرس ، بلا رسوم ، سماع ، بیعت ، میلاد ، علمِ غیب ، بدعتِ حسنہ ، قبروں پر پھول چڑھانا یہ بھی بدعت نہیں ۔ عین مطابقِ قرآن و سنّت ہے ۔ حقائق کی آگہی کیلئے علمائے سنّت و الجماعت کے ہاں رجوع ہوں یا "جامعہ نظامیہ" جاکر معلومات حاصل کریں۔ اور بھی کئی اہلِ سنّت و الجماعت کے مدرسے ہیں وہاں جاکر اپنے اندر کے وسوسوں اور خطرات کو انشاء اللہ دور کر سکتے ہیں ۔ شرط اخلاص کی ہے ۔ بغیر سوچے سمجھے غیر مقلّدوں کی باتوں میں آکر ایمان کو خراب مت کریں اور حسبِ ذیل کتابوں سے مدد لیجئے ۔

جاء الحق "مصنفہ حضرت احمد یار خاں صاحبؒ " انوارِ احمدیؐ " مصنفہ حضرت انوار اللہ خانصاحب " بدعتِ حسنہ " مصنفہ حضرت صحوی شاہ صاحب اور " تبلیغی جماعت حقائق و معلومات کے اُجالے میں " مصنفہ حضرت ارشد القادری صاحب " ردِ منافقت " مصنفہ حضرت مولانا صحوی شاہ صاحبؒ اور بے شمار کتابیں اعتراضات کے جوابات میں لکھی گئی ہیں ۔

آگہی جو حضرات خود کو سُنّی کہتے ہیں اگر وہ حسبِ بالا عقائد سے دور ہیں تو وہ سُنّی نہیں بلکہ مرضِ نفاق کے مریض ہیں اور سنّتِ رسولؐ سے دور ہیں ۔

ان عقائد پر اعتراض خدا کے رسولؐ ، صحابہ کرامؓ اور آئمہ اربعہ پر اعتراض کے مترادف ہے ۔ خدانخواستہ کسی کو کوئی مرض لاحق ہو جائے تو ایکسرے X-Ray لئے جاتے ہیں ۔ ای سی جی نکالا جاتا ہے ۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں سے تشخیص کرواکر ازالۂ مرض کی کوشش کیجاتی ہے مگر افسوس کہ قلب کی بیماری جسکو قرآن فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ اُنکے دِلوں میں مرض ہے کہا اور ہم اسطرف توجّہ اور (Attention) نہیں کرتے اور وہ مرض ، مرضِ نفاق ہے مفسرانِ قرآن اور اولیائے عظّام نے احادیث سے علاماتِ نفاق کو اکٹھا کیا ہے تاکہ مسلمان

اس موذی مرض سے بچ سکیں۔

علاماتِ نفاق

• کمی حُبِّ رسول ﷺ • حضور ﷺ سے شخصی عناد • حضور ﷺ کو اپنے جیسا سمجھنا • حضور ﷺ کے علمِ غیب پر اعتراض • میلاد النبی ﷺ سے ناخوشی • فاتحہ درود و سلام کے منکر • جانبدارانہ ذہنیت کیساتھ فاتحہ و درود والوں سے دشمنی • نمائشِ اعمال، دکھاوا • ظاہر ایک باطن ایک • منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو دو ریوڑ کے درمیان پھرے کبھی اِدھر کبھی اُدھر • مسجدوں پر زبردستی قبضہ جمانا • یا محمد ﷺ یا غوث پر اعتراض • تقلید کے قائل نہیں مگر نماز کسی ایک امام کے تحت پڑھتے ہیں • شادی بیاہ میں حنفی، شافعی ہونے کا سیاہنامہ میں اندراج کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

ہے یہ مُنافق بکری • جِدھر ہری اُدھر چری

"ہیں یہ جو علاماتِ نفاق سُنّی کو نہیں اِس سے اتّفاق"

دُعا سے پہلے حمد و صلوٰۃ

فضالہ ابن عبید راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سُنا، اس نے نماز میں دُعا کی جس میں نہ اللہ کی حمد کی نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اس آدمی نے دعا میں جلد بازی کی، پھر آپ ﷺ نے اسکو بلایا اور اس سے یا اس کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو مخاطب کرکے آپ ﷺ

نے فرمایا۔

"جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (دعا کرنے سے پہلے) اس کو چاہیئے کہ اللہ کی حمد و ثناء کرے پھر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اس کے بعد جو چاہے مانگے۔"

(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

جوازِ دعا بالجہر

ابو زہیر نمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے۔ ہمارا گزر اللہ کے ایک بندے پر ہوا جو بڑے الحاح سے اللہ سے مانگ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر اس کی دعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا و گڑگڑانا سننے لگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ:

"اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مُہر ٹھیک لگائی تو جو اُس نے مانگا ہے، اُس کا اُس نے فیصلہ کرا لیا"

ہم میں سے ایک نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحیح خاتمہ کا اور مُہر ٹھیک لگانے کا طریقہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"آخر میں آمین کہہ کر دعا ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ سے طے کرالیا"

یہاں اس حدیث میں جہر بلند آواز کے ساتھ دعاء کرنا ثابت ہے۔

جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا۔

نماز کے بعد دُعاء کا جواز

عَنِ العِرْبَاضِ بِنْ سَارِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى فَرِيْضَةً فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ وَمَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو بندہ فرض نماز پڑھے (اور اس کے بعد دل سے دعا کرے) تو اس کی دعا قبول ہوگی، اسی طرح جو آدمی قرآن مجید ختم کرے (اور دعا کرے) تو اس کی دعا بھی قبول ہوگی۔"

(معجم کبیر لطبرانی)